TQ Lesson 192 Surah shura Ayat 105-140 tafseer 1

آیت نمبر 105۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ
ترجمہ۔ قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا

قومِ نوح کا واقعہ بیان ہو رہا ہے اللہ رب العزت فرماتے ہیں **كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ** جھٹلایا قوم نوح نے رسولوں کو، **كَذَّبَتْ** جھٹلایا ،انکار کیا اللہ رب العزت کیا کہہ رہے ہیں جھٹلایا ہے قوم نے اور قوم کس کی تھی ؟ حضرت نوح علیہ السلام کی اگر آپ دیکھیں قوم کے لئے **كَذَّبَتْ** کا فعل آیا ہے یہ کون سی قوم تھی جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا تھا یہ قومِ نوح تھی اور عربی زبان میں قبیلہ، قوم اس کو مؤنث کہتے ہیں مؤنث کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک مؤنث کو مؤنث سماعی کہتے ہیں کہ سن کر آپ کو پتہ چل جائے کہ وہ مؤنث ہے تو یہ کیا ہے؟ یہ جمع ہے اور مؤنث ہے کیونکہ قوم کو بھی مؤنث کہا جاتا ہے تو اس لئے جو صیغہ استعمال ہوا ہے **كَذَّبَتْ قَوْمُ** وہ مؤنث کا ہے۔جب جھٹلایا قوم نے اور قوم کس کی تھی؟ حضرت نوح علیہ السلام کی تھی تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کس کو جھٹلایا؟ المرسلین رسولوں کو اور آپ یہ بھی دیکھ لیں کہ **رُسُل** رسول کی جمع اور یہاں پر مرسل کی جمع مرسلین یعنی بھیجے گئے ۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جھٹلایا تو ایک ہی رسول کو تھا۔ تو پھر اللہ تعالی نے یہاں پر مرسلین کیوں کہا کہ بھیجے گئے کو انہوں نے جھٹلایا تو اصل میں ایک رسول کو جھٹلانا کیا ہے؟ تمام رسولوں کو جھٹلانا ہے تمام رسولوں کی دعوت ایک ہی تھی اور جھٹلانے والوں کی ذہنیت بھی ایک جیسی رہی ہمیشہ ان کا انجام بھی ایک جیسا ہی رہا تو اب اللہ تعالی نے یہ بات سامنے رکھی یہ بات بتائی کہ **كَذَّبَتْ قَوْمُ** جھٹلایا قوم نوح علیہ السلام نے کس کو؟ **الْمُرْسَلِينَ** رسولوں کو تو یہ کتنی عجیب بات ہے یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کتنی شدید بات ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلا دیا تو ایک رسول کی تکذیب ہر رسول کی تکذیب ہے بعض لوگ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ایک لمبی زندگی اللہ تعالی نے عطا کی تھی کتنی زندگی دی تھی حضرت نوح علیہ السلام کو؟ پچاس کم ہزار سال تک وہ اپنی قوم کو توحید کا پیغام دیتے رہے اور اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے رہے تو آپ سوچ لیجیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک کثیر مدت لوگوں کو اللہ کا پیغام دیا ہے تو اس لئے بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ جیسے بعض پیغمبروں کو تھوڑی زندگی ملی تھوڑی مدت انہوں نے پیغام دیا ہے ان کو اللہ تعالی نے بہت لمبی زندگی عطا کی اس لئے وہ ایک لمبی مدت دعوت دیتے رہے چونکہ ان کی دعوت کی مدت زیادہ ہے تو ان کو جھٹلانا گویا کہ کئی نبیوں کو جھٹلانا ہے جیسے اتنی مدت میں کئی نبی جو تھے انہوں نے اللہ کی دین کا پیغام دیا لیکن زیادہ تر جو راجح بات ہے وہ یہی ہے کہ ایک رسول کا جھٹلانا زیادہ رسولوں کا جھٹلانا ہے

آیت نمبر 106۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ
ترجمہ۔ یاد کرو جبکہ ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا تھا "کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟

جب کہا ان سے ان کے بھائی نے اب آپ دیکھ لیجیے کہ نبی کی لوگوں کے درمیان کیا حیثیت ہوتی ہے داعی جو ہوتا ہے وہ معاشرے سے ہٹ کر نہیں ہوتا بلکہ کیا ہوتا ہے ان کے درمیان ہی کا ایک حصہ ہوتا ہے انہی میں سے ایک ہوتا ہے **أَخُوهُمْ نُوحٌ** ان کے بھائی حضرت نوح علیہ السلام نے اور حضرت نوح علیہ السلام کا جو علاقہ ہے وہ عراق میں دریائے دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ آپ کی تبلیغ کا مرکز تھا آپ کی قوم کیسی تھی بت پرست تھی بڑی ضدی اور ہٹ دھرم قوم تھی اور آپ ان کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرتے رہے اور آپ کی تبلیغ کی بنیاد کیا تھی ؟ اصل بات کیا تھی کہ

کیا تم ڈرتے نہیں ہو کیا تم تقوی اختیار نہیں کرتے ہو؟ جیسا کہ یہاں پہ ہے کہ انہوں نے اپنی دعوت کا آغاز کس سے کیا؟ کیا تم ڈرتے نہیں ہو اور اگر آپ سورت المومنون آیت 23 کو پڑھیں تو وہاں ہے۔ **يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ** - اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو تو ڈرنا کس سے ہے ؟ایک اللہ سے اور ڈرنا کیسے ہے؟ اس کی بندگی کر کے
سورت نوح آیت 3 میں کہا **أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ** - اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو تو ایسا خوف نہیں جیسے عام لوگوں کو لگتا ہے کہ فلاں سے ڈر لگ رہا ہے مجھے ڈر بڑا لگتا ہے اللہ تعالی سے لیکن پھر بے خوف ہو جائے نہ نماز کا پتہ ہے نہ قرآن کا پتہ ہے نہ دین کا پتہ ہے نہ اللہ کی بندگی کا پتہ ہے اور انسان کہتا جاتا ہے کہ مجھے ڈر بڑا لگتا ہے تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا۔ کیا تم اللہ کی نافرمانی سے بچو گے نہیں

آیت نمبر 107- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ
ترجمہ۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں

تو آپ دیکھ لیجیے کہ اب یہاں پر حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو کہہ رہے ہیں کہ میں ہوں بھیجا ہوا اللہ کا اور میرا مرتبہ اور مقام کیسا ہے میں کام کیسا کر رہا ہوں رسول امین، تو امین کے یہاں پر دو معنی ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے جو کچھ مجھے دیا ہے میں اس میں بغیر کسی کمی بیشی کے تمہیں پہنچا رہا ہوں دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ایسا رسول ہوں جسے تم پہلے سے امین کے طور پر جانتے ہو میں تمہارے درمیان امانت دار آدمی کے طور پر مشہور ہوں میں خیانت کرنے والا تھوڑی ہوں اگر تم مجھ کو امانتیں دیتے ہو تو میرا کردار تو تم پہ واضح ہی ہے کہ میں امانتوں میں خیانت کرنے والا نہیں ہوں تو جب تمہاری امانتوں میں خیانت نہیں کرتا میں تمہارے درمیان امین اور راست باز ہوں تو یہ تو بتاؤ کہ پھر میں اللہ کی امانت میں خیانت کیسے کر سکتا ہوں یعنی ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ مجھے رسول ہی نہ بنائے اور میں کہوں کہ میں رسول ہوں اور میں اپنے پاس سے کوئی چیز پیش کروں اور کہوں کہ وہ اللہ نے کہی ہے تو اتنی بڑی بات میں کیسے کر سکتا ہوں تو وہ کیا کہتے ہیں کہ میں جو ہوں **إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ** کہ میں رسول بھی ہوں اور امانت دار ہوں میں کوئی جھوٹا نہیں ہوں میں نے خود سے کوئی ایسے ہی دعویٰ نہیں کر لیا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے تو میں اللہ کا پیغام تم تک پہنچا رہا ہوں تو اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ داعی کا کردار کیساہونا چاہئے کہ میں اور آپ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ سکتے جو قرآن میں ہے نہیں تو ہم کہیں کہ قرآن میں ہے اور دوسری بات کہ میں اور آپ عملی زندگی میں امانت دار ہوں تو عملی زندگی میں جو امانت دار نہیں ہے وہ جھوٹا ہے تو وہ اللہ کا دین لوگوں تک کیسے پہنچا سکتا ہے **امام بخاری** رحمت اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہےکہ وہ بڑی دور کا سفر کر کے گئے اور حدیثیں جمع کر رہے تھے جب وہاں پہ پہنچے تو ایک شخص کو دیکھا اس کے پاس حدیث تھی رسول اللہ ﷺ کی اور اس کو دیکھا کہ اس کے پاس کوئی برتن تھا یا اس کے پاس اپنے ہی کپڑا کا پلو تھا یا چادر تھی جس کو اس نے ایسے کیا ہوا تھا اور جانوروں کو اپنی طرف بلا رہا تھا تو جانور اس کے پاس آیا تو آپ نے دیکھا کہ اس کے پلو کے اندر چارہ نہیں تھا جیسے جانور کو وہ دھوکہ دے کے کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں چارے کے لئے بلا رہا ہوں تو آپ نے کہا کہ جو شخص جانور سے جھوٹ بول سکتا ہے وہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سچی کیسے سنا سکتا ہے اور یہ کہہ کر یہ سوچ کر آپ وہاں سے چل دیے لمبا سفر تھا اور بغیر کچھ لئے واپس آگئے یہ ہے اصل بات اسی طرح یہ بات روز روشن کی طرح میرے اور آپ کے سامنے آتی ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ میں اور آپ جب داعی کا کردار ادا کریں تو دعوت کا آغاز توحید سے ہو بنیادی عقائد

درست کرنے چاہیں اپنے بھی اور لوگوں کے بھی دوسری بات پھر توحید کے ساتھ ہی رسالت کا عقیدہ بڑا اہم ہے **إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ** اور پھر اس کے ساتھ ہی کیا ہے

آیت نمبر 108۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو تو اب آپ دیکھ لیجیے کہ یہاں پر حضرت نوح علیہ السلام یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے رسول ہونے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جس کی تم پوجا کر رہے ہو جس کی تم بندگی کر رہے ہو اُن سب کی بندگی تم چھوڑ دو اور اللہ کی بندگی اختیار کرو تو اب یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے کہ **فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ** میری اطاعت کرو ،میرا کہنا مانو چونکہ میں اللہ کو ماننے والا ہوں اور اللہ تعالی نے مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے رسول بنا کر بھیجا ہے تو لہٰذا تم میری اطاعت کرو میرے پیچھے چلو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے جب آ چکا ہے۔ آیت نمبر(106) میں **أَلَا تَتَّقُونَ** کہ تم ڈرتے کیوں نہیں ہو تو پھر یہاں پر دوبارہ اس کو لانے کی کیا ضرورت ہے **فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ** کہ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اس سے پہلے بھی تو آ چکا **إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ** اس میں بھی تو رسول کی اطاعت کا پہلو نکلتا ہے تو دوبارہ یہ کیوں کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تاکید کے طور پر آیا ہے اور وہاں جو دعوت دی گئی تھی تو کیا تھی کہ اطاعت کی دعوت تھی اور اس کی بنیاد تھی امانتداری اب یہ دعوتِ اطاعت کس لئے ہے کہ تمہاری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ تم جو ہو اللہ کی اطاعت اختیار کرو اور میری اطاعت اختیار کرو کہ جب تم اللہ کو اپنا الہ مانتے ہو اور مجھے اللہ کا سچا رسول مانتے ہو تو پھر تمہارا یہ فرض بنتا ہے کہ تم اللہ کی بھی اطاعت اختیار کرو سرکشی کو چھوڑ دو اور میری بات سنو اس لئے کہ اللہ کی پکڑ سے بچنے کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی جائے **فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ** لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

آیت نمبر 109۔ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ
ترجمہ۔میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے

میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا **إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** میرا اجر اللہ رب العالمین کے سپرد ہے تو آپ دیکھ لیجیے کہ یہاں پر وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے میری قوم کے لوگو میں تم سے کوئی پیسے تھوڑی مانگ رہا ہوں میں تم سے کوئی اجرت تھوڑی مانگ رہا ہوں ایک تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم غور تو کرو میرا تم سے کوئی مطالبہ نہیں ہے ترغیب دے رہے ہیں کہ تم غور تو کرو میں مخلص ہوں دوسری بات یہ، بے نیازی کا اظہار بھی ہے ۔بے نیازی کس چیز کی کہ میرا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے تمہاری خیر خواہی کے لئے میں یہ دعوت تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں ایسا نہیں کہ میں تم سے کوئی پیسے کوئی معاوضہ مانگ رہا ہوں کہ اس وجہ سے گھبرا کر تم میری بات کو سنو ہی نہ کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض وقت جب پتہ چلے کہ فلاں جگہ جائیں گے تو پھر وہ پیسے مانگیں گے تو لوگ گھبرا کر وہاں پہ جاتے ہی نہیں ہیں کہ وہاں پیسے مانگے جاتے ہیں تو کہا کہ نہیں میں تم سے کوئی معاوضہ کوئی تنخواہ کچھ بھی نہیں مانگ رہا اور یہ بات آپ پہلے پڑھ بھی چکی ہیں کہ تعلیم اور تبلیغ پر اجرت لینا درست نہیں ہے پسندیدہ نہیں ہے سلف صالحین نے تو اجرت لینے کو حرام تک کہا ہے لیکن جو **متاخرین** ہیں متاخرین کا کیا مطلب ہے؟ سلف صالحین کے جو بعد میں آنے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بحالتِ مجبوری یہ جائز ہے اگر کوئی مجبور ہے اس کا کوئی اور پیشہ نہیں ہے وہ

کسی اور طریقے سے اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو پھر بحالتِ مجبوری یہ جائز ہے آپ پڑھ چکی ہیں **وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا** کہ میری آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچ نہ ڈالو تو ہر نبی نے جب دعوت دی جب دعویٰ کا کام کیا تو انہوں نے بار بار اس بات کو کہا **وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** کہ کوئی تنخواہ نہیں چاہئے کچھ نہیں چاہئے اور مجھے صرف اور صرف اللّٰہ رب العالمین سے اپنی نیکیوں کا صلہ چاہئے اور یہ اخلاص کی علامت بھی ہے کہ دنیا نہیں چاہئے بلکہ آخرت چاہئے

آیت نمبر 110- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔ پس تم اللّٰہ سے ڈرو اور (بے کھٹکے) میری اطاعت کرو"

اللّٰہ َ سے ڈَرُوْ اور بے کھٹکے میری اطاعت کرو یعنی اللّٰہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللّٰہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو تو یہ تکرار کیوں ہے یہ بے وجہ نہیں ہے بلکہ ایک اور مناسبت سے ہے اور اس کی مناسبت کیا ہے؟ اس کی مناسبت یہ ہے کہ تم لوگ جو ہو میری نیت پر شک کیوں کر رہے ہو میری نیت پر حملہ کیوں کر رہے ہو اور تم میری جو مخلصانہ دعوت حق ہے اس میں کیڑے کیوں نکال رہے ہو آپ سورت المومنون آیت نمبر 24 کو اگر پڑھیں تو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام پر یہ الزام لگایا تھا **يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ** یہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت حاصل کرے یہ اپنا ایک مقام چاہتا ہے یہ اپنا ذاتی فائدہ چاہتا ہے اب پھر ان سے کہہ رہے ہیں کہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اللّٰہ کی خاطر کر رہا ہوں **فَاتَّقُوا اللَّهَ** پس اللّٰہ سے ڈرو **وَأَطِيعُونِ** اصل میں پہلے بھی **وَأَطِيعُونِي** تھا میری اطاعت کرو یہاں پہ بھی **وَأَطِيعُونِ** ہے اور "ی" حَرْفِ علت ہے جو گر چکا ہے کہ تم بغیر کسی کھٹکے کے بغیر کسی ڈر کے صرف اور صرف میری اطاعت کرو اور میری اطاعت تمہیں فائدہ دے گی یعنی اللّٰہ کی اطاعت اور میری اطاعت تو یہاں پر اللّٰہ رب العزت کیا بتا رہے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام ان کے سامنے پیغام دے رہے ہیں قوم انکار کر رہی ہے اور قوم کٹ حجتیاں کر رہی ہے بحث کر رہی ہے اور حضرت نوح علیہ السلام ان کو کہتے چلے جارہے ہیں کہ نہیں اللّٰہ سے ڈرو سوچو تو سہی تم کر کیا رہے ہو یہ توحید کا پیغام ہے اور اس کے ساتھ رسالت کا پیغام بھی ہے کہ رسالت پر ایمان اور توحید پر ایمان ہے۔

آیت نمبر111- قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ
ترجمہ۔انہوں نے جواب دیا ""کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟"

اے نوح **أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ** کیا ہم ایمان لے آئیں تجھ پر؟ کیا ہم تجھے مان لیں اللّٰہ کا رسول؟ یہاں پہ ہے سوالیہ انداز ہے اے نوح **أَنُؤْمِنُ لَكَ** کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں؟ تم نے کیا سمجھ رکھا ہے؟ تم نے کیا سوچ رکھا ہے کیا واقعی تجھ پر ایمان لے آئیں؟ **وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ** اور تیری پیروی تو اختیار کر لی ہے **الْأَرْذَلُونَ** رَزِیل لُوگوں نے تو **الْأَرْذَلُونَ** **(ر ذ ل)** ہر چیز کا ناقص حصہ گھٹیا حصہ اور **الْأَرْذَلُونَ** **اَرْذَل** کی جمع ہے کہ جتنے بھی معاشرے کے اندر حقیر لوگ ہیں نکمے لوگ ہیں اور غریب لوگ ہیں انہوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے تو اب آپ دیکھ لیجیے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ آپ کی دعوت کا کیا جواب دیتے ہیں اور یہ کون لوگ ہیں جو کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تیرے اردگر تو غریب حقیر کمینے طرح کے لوگ جمع ہو گئے ہیں تو یہ وہ لوگ تھے جو کہ مترفین خوشحال تھے اور آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں کہ انبیاء کے اولین مخالف

مترفین ہوتے ہیں ہر نبی کی دعوت کی مخالفت ہمیشہ ان لوگوں نے کی جن کا معاشرے میں کچھ اثر و رسوخ ہوتا ہے قرآن ان لوگوں کو **قَالَ الْمَلَأُ** کے نام سے یاد کرتا ہے یا پھر مترفین کے نام سے یاد کرتا ہے مثلاً آپ دیکھئے سورت ھود آیت (27)میں آپ پڑھ چکی ہیں **فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ** پھر انکی قوم میں سے کافر سرداروں نے کہا یعنی ان لوگوں نے جو کہ سردار تھے اور کافر تھے جنہوں نے کفر کیا تھا انہوں نے کہا **مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا** پہلی بات یہ کہی کہ ہم تمہیں اپنے جیسا ایک انسان ہی دیکھتے ہیں اس کے سوا تم کچھ نظر نہیں آتے بس ایک انسان وَمَا نَرَاكَ اور ہم نہیں دیکھتے **اتَّبَعَكَ** کہ تیری پیروی کی ہے **إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ** کہ تیری پیروی جو ہے وہ صرف ان لوگوں نے کی ہے جو لوگ **بَادِيَ الرَّأْيِ** کیا معنی ہے؟ **الرَّأْيِ** کے کہ بے سوچے سمجھے سرسری نظر میں سطحی نگاہ میں ان لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے تیری پیروی اختیار کر لی ہے اور وہ لوگ ہیں ارذل حقیر لوگ ہیں **وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ 28.** اور ہم کوئی بھی ایسی چیز نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑے ہو اب یہاں پر بھی پھر وہ یہی الزام لگا رہے ہیں یہی اعتراض کر رہے ہیں اور اعتراض ان کا بڑا ہی فضول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی مخلصانہ دعوت دردمندانہ نصیحت کے جواب میں کہتے ہیں کہ تمہاری پیروی ہماری قوم کے ارذل لوگوں نے کی ہے تو ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے ارگرد اکٹھے ہیں حقیر لوگ اور ہماری قوم میں سے غریب لوگ اور ان ارذل کے ساتھ ہم بھی شامل ہو جائیں تمہاری محفل میں تمہارے پہلو بہ پہلو تو غریب لوگ بیٹھتے ہیں اور ہم بھی آ کر ان کے ساتھ بیٹھ جائیں رسول اللہ ﷺ سے بھی تو یہی مطالبہ اہل مکہ کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ بڑے غریب قسم کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں غلام ہیں اگر آپ ان کو اپنی محفل سے اٹھا دیں تو ہم آپ کی بات سننے کو تیار ہیں تو یہی بات ان کی قوم کے لوگ ان سے کرتے ہیں تو انکار لانے کی وجہ کیا دے رہے ہیں وہ **مترفین** انکار تو کر رہے ہیں انکار کی دلیل کیا دے رہے ہیں کہ تمہارے ساتھی رذیل لوگ ہیں تو گویا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ہیں امیر اور وہ ہیں غریب تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم بھی ایمان لے آئیں کیونکہ تیرے اوپر صرف غریب لوگ ایمان لائے ہیں رذیل ،نکمے، ناقص لوگ ایمان لائے ہیں اور **الْأَرْذَلُونَ**، اتنا ہی نہیں ہے کہ **أَرْذَلُ** کی جمع ہے بلکہ **أَرْذَلُ** کی جمع ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اسم تفضیل بھی ہے وہ زیادہ جوناقص لوگ ہیں غریب لوگ ہیں حقیر لوگ ہیں بے وزن لوگ ہیں وہ تجھ پر ایمان لے آئے ہیں تو اے نوح اگر تیری دعوت میں کچھ وزن ہوتا کچھ اثر ہوتا تو قوم کے امیر اور مذہبی پیشوا معززین سردار اور مترفین تیری دعوت کو قبول کر لیتے

آیت نمبر 112- قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
ترجمہ۔ نوحؑ نے کہا "میں کیا جانوں کہ ان کے عمل کیسے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام جواب دیتے ہیں اور بڑا خوبصورت دیتے ہیں وہ کہتے ہیں **وَمَا عِلْمِي** اور مجھے علم نہیں ہے اور میں کیا جانوں اگر آپ کہتی ہیں **وَمَا عِلْمِي** اس میں **مَا** نافیہ ہے **وَمَا عِلْمِي** مجھے نہیں پتہ میرے علم میں نہیں ہے **بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ **مَا** جو ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ جیسے کہ" میں کیا جانوں" **وَمَا عِلْمِي** اور میں کیا جانوں **بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** کہ وہ کیا کرتے ہیں ان کے عمل کیسے ہیں تو یہاں پہ ان کا یہ کہنا نوح علیہ السلام کا **بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** وہ کیا کرتے ہیں ان کے عمل کیسے ہیں اس کے دو معنی ہیں اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ جو لوگ تمہاری نظروں میں کمینے ہیں، ارذل ہیں، رذیل ہیں، ان کا پیشہ کیا ہے؟ ان کا کام کیا ہے؟ وہ کیا کرتے ہیں؟ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ موچی ہیں، جولاہے ہیں، لوہار ہیں، کمہار ہیں۔ مجھے اس سے کیا مطلب کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ بات صرف یہ ہے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں اور وہ ہیں میرے ساتھی تو

مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ **يَعْمَلُونَ** کے ایک معنی تو کیا ہیں؟ پیشے کے، کام ان کے کیا ہیں؟ دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ ان کے دل کے اندر محرک کیا ہے؟ کہ بظاہر وہ عمل کر رہے ہیں، یعنی عمل ان کا کیا ہے؟ کہ وہ ایمان لے آئے ہیں اور ایمان لاکر عمل کر رہے ہیں۔ عمل کرنا شروع کر دیا، اللہ سے ڈر کر عمل کرنا شروع کر دیا۔ تو اب مجھے کیا پتہ کہ ان کے عمل کے اندر محرک کیا چھپا ہوا ہے؟ ان کی تہہ میں، ان کی نیت میں کیا ہے؟ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ میرے پاس جو لوگ ایمان لے آئے ہیں میں یہ پتہ کروں کہ ایمان لانے والوں کی ایمان لانے کی وجہ کیا ہے؟ یا اس کی نیت کیا ہے؟ یہ بڑی اہم بات ہے جو حضرت نوح السلام کہتے ہیں ان کے اعتراض کا کہتے ہیں **سبحان اللہ** تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ مجھے کیا معلوم کہ ان کا کام کیا ہے؟ تو مجھے کیا معلوم کہ ان لوگوں کی نیت کیا ہے؟ تو اصل بات کیا ہے کہ بندے کا پتہ چلتا ہے اس کے عمل اور کردار سے نہ حسب سے،نہ نسب سے، خاندان سے، مال، جائیداد سے تھوڑی پتہ چلتا ہے

آیت نمبر 113۔ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ
ترجمہ۔ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے، کاش تم کچھ شعور سے کام لو

حِسَابُهُمْ ، ان کا حساب ہے **إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي**، میرے رب کے ذمہ ان کا حساب لینا اور ان کا پتہ کرنا میرے رب کے ذمہ ہے **لَوْ تَشْعُرُونَ** شاید کہ تمہیں کچھ شعور ہو کاش کہ تم کچھ شعور سے کام لو اب وہ یہ کہتے ہیں کہ ماضی ان کا کیسا ہے؟ یہ اوپر اوپر سے ایمان لائے ہیں یا سچا ایمان لائے ہیں؟ یہ غریب ہیں، یہ فقیر ہیں، یہ جو کچھ بھی ہیں یہ سب کچھ میرے رب کے ذمہ ہے میرا رب اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ یہ لوگ جو ہیں ان کی نیتیں کیا تھیں، ان کے اعمال کیا تھے ان کا ماضی کیا تھا، ان کا حال کیا تھا میرا کام کیا ہے کہ بس یہ ایمان لے آئے ہیں، باقی میرے رب کے ذمہ ہے کہ وہ ان کے اعمال کی جوابدہی کرے گا اور پھر وہ ان کو جزا دے گا یا پھر اس سے ہٹ کر کچھ دینا چاہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے **لَوْ تَشْعُرُونَ** شاید کہ تمہیں اس بات کا شعور ہو شاید کہ تمہیں اس بات کا کچھ احساس ہو تو **لَوْ تَشْعُرُونَ** جو ہے اس کو آپ نشان لگا لیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں یہ خناس سمایا ہوا ہے کہ شرافت کا انحصار مال و دولت پر ہے اس وجہ سے ان کی غریبی تمہارے لئے قبول حق میں حجاب بن گئی ہے تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اگر واقعی حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے نبی ہوتے اور ایک نبی جو دعوت دے رہے ہیں یہ سچی بات ہے تو پھر حضرت نوح علیہ السلام کے گرد بڑے بڑے لوگوں کو جمع ہونا چاہئے تھا یا پھر یہ کہ وہ ایک انسان نہ ہوتے کیوں وہ کیا کہتے تھے **مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا** ہم جیسے آپ انسان نہ ہوتے وہ کہتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ کاش کہ تمہیں اس بات کا شعور ہو کاش کہ تمہیں اس بات کا احساس ہو کہ دولت نیکی کا معیار نہیں ہے

آیت نمبر 114۔ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ میرا یہ کام نہیں ہے کہ جو ایمان لائیں ان کو میں دھتکار دوں

اور میں نہیں ہوں کہ میں دھُتکار دوں میں کن لوگوں کو دھُتکار دوں؟ ایمان لانے والوں کو تو اب حضرت نوح علیہ السلام انکار کر رہے ہیں کہ تم یہ مطالبہ کرتے ہو کہ اگر یہ میری محفل سے اٹھ جائیں گے اور میں ان کو اپنی محفل سے نکال دوں گا تو پھر تم ایمان لاؤگے اور میں ہوں نہیں کہ میں ان کو اپنی محفل سے دور کر دوں میں ان کو اپنے پاس سے دھتکار دوں میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں ،ہٹا دوں میں یہ کرنے والا نہیں ہوں تو آپ دیکھ لیجیے کہ اب یہاں پر وہ کیا کرتے ہیں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بھی یہ نیک لوگ ہیں جو ایمان لانے والے ہیں ان کو اپنے

پاس سے ہٹا دینا میرا کام نہیں ہے تم اس بات کو بھول جاؤ کہ تم تب ایمان لاؤ گے جب میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا دوں گا تو یہاں بڑا زور کا انداز ہے **وَمَا أَنَا بِطَارِدِ** اور میں نہیں ہوں ہٹانے والا اور میں نہیں ہوں ان کو دھکے دینے والا اور میں نہیں ہوں ان کو دھتکار دینے والا کن کو؟ **الْمُؤْمِنِينَ** ایمان لانے والوں کو اور آپ پچھلی سورتوں میں یہ بات پڑھ چکی ہیں اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ سے بھی کہی یہ بات کہ وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں آپ ان کو اپنے پاس سے دھتکار نہ دیجیے آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہ دیجیے وہ صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں وہ صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ہر نبی پر سب سے پہلے ایمان لانے والے کون لوگ ہوتے تھے غریب حقیر لوگ نجاشی کے دربار میں بھی نجاشی نے جو سوال پوچھا تھا جب عمروبن عاص اور اہل مکہ نے جو کچھ اپنے سفارت کار بھیجے تھے تو نجاشی نے یہی تو پوچھا تھا مجھے یہ بات بتاؤ کہ پہلے پہل ان پر ایمان لانے والے کون ہیں ؟ تو کیا جواب انہوں نے دیا تھا کہ قوم کے جو غریب فقیر اور غلام طبقہ ہے وہ ان پر ایمان لے آیا ہے تو یہاں پر بھی یہی بات ہے کہ ایمان لانے والوں کو میں اپنے پاس سے دور نہیں کر سکتا

آیت نمبر 115- إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ
ترجمہ۔ میں تو بس ایک صاف صاف متنبہ کر دینے والا آدمی ہوں"

إِنْ أَنَا میں تو ہوں **إِنْ** یہاں پر کیا ہے نہیں ہوں میں **إِلَّا** مگر ایک ڈرانے والا کھلا **نَذِيرٌ مُّبِينٌ** آپ پہلے بھی پڑھ چکیں ہیں کہ صاف صاف متنبہ کرنے والا، صاف صاف ڈرانے والا تو معنی اس کے یہ ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ تمہاری شرط یہ ہے کہ ان کو میں اپنے پاس سے ہٹا دوں تو یہ تو میں کروں گا نہیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ شرط پوری نہیں ہوگی اگر تم ایمان نہیں لاتے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ میری ذمہ داری نہیں ہے اگر تم ایمان نہ لاؤ کیونکہ میں ہوں **نذیر مبین** میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا میں نے تمہیں ڈرا دیا اور جو ایمان نہیں لائے گا تو اس کے بارے میں جوابدہی مجھ سے نہیں ہوگی بلکہ کیا ہوگا کہ انہی سے ہوگی اللہ تعالیٰ پوچھیں گے اور انہی سے پوچھیں گے مجھ سے اللہ تعالیٰ تھوڑی پوچھیں گے کہ یہ ایمان کیوں نہیں لائے تو آپ دیکھ لیجیے کہ متکبروں کی خاطر ایمان لانے والوں کو دھکے دے کے نکال دینا یہ نبی کا کام نہیں ہے اور آج یہ داعی حق کا بھی کام نہیں ہے کہ امیروں کے پیچھے تو جوتیاں ٹوٹ جائیں اور ان کے پیچھے پیچھے انسان جائے اور جو دین کو قبول کرنے والے ہیں تو ان کو انسان توجہ نہ دے اور کفار مکہ رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے آخر ہم بلال، عمار، صہیب اور ایسے جو صحابہ ہیں رضی اللہ عنہم ان کے پاس کیسے بیٹھیں آپ ان غریبوں کو نکالیں گے تو ہم آئیں گے اور اللہ تعالی نے سورت عبس اور سورت الانعام میں رسول اللہ ﷺ سے کیا کہا سورت عَبَسَ آیت نمبر 5 سے 13 تک۔ **أَمَّا مَنِ ٱسْتَغْنَىٰ (5) فَأَنتَ لَهُۥ تَصَدَّىٰ (6) وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ (7) وَأَمَّا مَن جَآءَكَ يَسْعَىٰ (8) وَهُوَ يَخْشَىٰ (9) فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ (10) كَلَّآ إِنَّهَا& تَذْكِرَةٌ (11) فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ (12)**۔ جو شخص بے پروائی برتتا ہے (5) اس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو (6) حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے تو تم پر اس کی کیا ذمہ داری ہے؟ (7) اور جو خود تمہارے پاس دوڑا آتا ہے (8) اور وہ ڈر رہا ہوتا ہے (9) اس سے تم بے رخی برتتے ہو (10) ہرگز نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے (11)

وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَىْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَىْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ (52۔ سورت الانعام) اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ کرو۔ میں تو ہوں **نَذِيرٌ مُّبِينٌ** کھلا ڈرانے والا **مُّبِينٌ** خود واضح اور چیز کو واضح کر دے **مُّبِينٌ**

کہیں قرآن کے لئے آیا ہے اور یہاں رسول کے لئے آیا ہے اس کی دعوت اسکی زندگی **مُّبِينٌ** ہوتی ہے اور وہ دعوت کو بھی کھول کر بیان کرتا ہے

آیت نمبر 116۔ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ
ترجمہ۔انہوں نے کہا "اے نوح علیہ اسلام اگر تو باز نہ آیا تو پھٹکارے ہوئے لوگوں میں شامل ہو کر رہے گا"

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ اے نوح علیہ اسلام اگر تو باز نہ آیا۔ اب قوم کے چوہدری قوم کے سردار، قوم کے اشراف، لیڈر، مترفین جو ہیں نوح علیہ السلام سے یہ کہتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو **لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ** تم ضرور بہ ضرور ہو جاؤ گے **الْمَرْجُومِينَ** میں سے تو مرجومین جو ہے یہ اسم مفعول ہے جمع مذکر ہے اور **مرْجُومِينَ** جب یہ جمع ہے تو اس کا واحد کیا ہے **مرجوم** مرجوم جو ہے اس کا مصدر کیا ہے **(ر ج م)** اس کے معنی ہوتے ہیں دور سے پتھر، کنکر وغیرہ پھینکنا کسی کو جان سے مار ڈالنا سنگسار کر دینا یہ لفظ مادی اور معنوی دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے رجیم اور مرجوم وہ شخص ہے وہ چیز ہے اس کے دو معنی ہیں کون شخص کونسی چیز کیونکہ جب یہ مادی اور معنوی دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے ایک تو اس کے معنی یہ ہے کہ کسی کو مادی طور پر پتھر مار مار کر مار دیا جائے سنگسار کر دیا جائے یہ اس کے معنی ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ قرآن مجید کا اگر مطالعہ کریں تو ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جو پیغمبر ہیں ان کو ان کی قوموں نے پتھر مار مار کر سنگسار بھی کیا ہے۔ کیسے سنگسار کیا ہے یعنی بنی اسرائیل نے اپنے بہت سے پیغمبروں کو مارا ہے اسی طرح آپ دیکھ لیجیے کہ سورت یٰسین میں بھی یہ بات آتی ہے کہ قوم کو جب رسولوں نے دعوت دی **إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ** ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے اور انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا، پھر ہم نے ان کی مدد کے لئے تیسرا رسول بھیجا۔ اور قوم کے لوگوں نے کیا کہا، وہ رسولوں کو کیا جواب دے رہے تھے کیا کہہ رہے تھے **لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا** اگر تم باز نا آئے دعوت دینے سے **لَنَرْجُمَنَّكُمْ** ہم ضرور بہ ضرور تمہیں رجم کریں گے **وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ (18)** اور تم کو ہماری طرف سے سخت عذاب ملے گا سورت یٰسن آیت 18 تو ان ساری باتوں سے ہمیں کیا پتہ چلتا ہے ایک معنی ہے کسی کو پتھر مار کر رجم کر دینا اور دوسرے معنی یہ ہے کہ کسی پر لعن طعن کرنا کہ اگر تم اپنی دعوت اور تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہر طرف سے تم پر لعنت پڑے گی اور پھٹکار پڑے گی قوم کے لوگوں نے کہا اے نوح کہ تو ضرور بہ ضرور ہو جائے گا یا تو پتھر مار کر تجھے سنگسار کر دیں گے ختم ہی کر ڈالیں گے اور یا پھر یہ ہے کہ ہم تجھے نہ چھوڑیں گے یعنی برا بھلا کہنا لعن طعن کرنا اور جیسے زبان کے ذریعے دباؤ ڈالنا لعنت پھٹکار قوم تیرا کرتی رہے گی تو باز کس سے آنا ہےکہ دعوت دینے سے باز آجا

آیت نمبر117۔ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ
ترجمہ۔حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی ""اے میرے رب، میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا

انہوں نے کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے میری قوم نے میرا انکار کر دیا ہے اب آپ دیکھئے اب یہ ایک دم نہیں کہہ دیا حضرت نوح علیہ السلام نے کہ میری قوم نے میرا انکار کر دیا ہے بلکہ کیا ہے کہ آپ کو پتہ ہی ہے کہ اللہ تعالی سورت العنکبوت آیت(14) میں کہتے ہیں **فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا** اس کشمکش کا زمانہ ساڑھے نو سو سال تک تھا حضرت نوح علیہ السلام پچاس کم ایک ہزار سال ان کے درمیان رہے اور ان کو توحید کا پیغام دیتے رہے قوم کفر

پر جمی رہی اور بڑا عرصہ وہ انکار کرتی رہی یہاں تک کہ پیغمبر پکار اٹھا۔ **رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ** اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے اور پھر انہوں نے دعا کی

آیت نمبر118۔ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ اب میرے اور ان کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے"

فَافْتَحْ (ف ت ح)کے معنی کیا ہوتے ہیں کھول دے اے میرے رب کھول دے اے میرے رب فیصلہ کر دے فتح دے دے جیسے کسی چیز کو کھول دیا جاتا ہے راستہ بن جاتا ہے نا ایک چیز بند ہوتی ہے تو راستہ بند ہے اب کیا کر کھول دے فیصلہ دے دے فتح دے دے **بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ** میرے درمیان اور ان کے درمیان **فَتْحًا** یہاں پہ **فَتْحًا** تاکید کے لئے آیا ہے اور مصدر ہے کہ اے میرے رب میرے اور ان کے درمیان دو ٹوک فیصلہ دے دے، میرے اور ان کے درمیان اب آخری فیصلہ کر دے اور وہ کیا ہے **وَنَجِّنِي** اور مجھے بچا لے اور مجھے نجات دے دے **وَمَن مَّعِيَ** اور جو میرے ساتھ ہیں **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** ایمان لانے والوں میں سے مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں تو ان کو بچا لے اور کہتے ہیں کہ پیغمبر جب فتح کی دعا مانگتا ہے پیغمبر جب فیصلہ مانگتا ہے تو اس کا فیصلہ مانگنا دراصل پہلی بات یہ ہے کہ پیغمبر فیصلہ اس وقت مانگتا ہے جب قوم تکذیب کرتی ہے انکار کرتی ہے جب قوم جھٹلاتی ہے تو پیغمبر دعا کرتا ہے اب یہاں پہ تو قوم کے ایک دو مکالمے ہی ہیں لیکن ایک دو نہیں قوم اور ان کے درمیان مکالمے اور بحثیں ہوئیں ہیں بلکہ ساڑھے نو سو سال ان کی آپس میں بحث اور تکرار ہوئی تب حضرت نوح علیہ السلام نے وہ دعا مانگی کہ میرے رب اب ان کے اور میرے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ لوگ جو کہ ان میں سے ایمان لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر ایمان لانے والوں کی کل تعداد تھی وہ کتنی تھی؟ بہت تھوڑے سے لوگ تھے جو ان پر ایمان لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ان پر ایمان لانے والے جو تھے وہ 80 لوگ تھے جن میں چالیس مرد تھے اور چالیس عورتیں تھیں۔ بہت تھوڑے سے لوگ تھے جو کہ ان پر ایمان لائے تھے تو اب یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ ان میں اور ہمارے درمیان تو فیصلہ کر دے میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے تو نبی کا فتح مانگنا فیصلہ مانگنا نصرت کی دعا کرنا قوم کی دراصل ہلاکت کی دعا ہے اور ایمان لانے والوں کی نجات کی دعا ہے مثلاً آپ دیکھیں سورت نوح اس میں آیت نمبر 27 کو اگر آپ پڑھیں **إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (27) إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ** اے رب اگر تونے نے چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے **وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا** اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا وہ فاجر اور سخت منکرِ حق ہوگا پھر اس کے بعد سورت ھود آیت 36 میں کیا آتا ہے اللہ تعالیٰ خود جواب دیتے ہیں **لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ** اب تیری قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا ہرگز کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے تیری قوم میں سے **إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ** اے نوح تیری قوم میں سے جو ایمان لا چکے بس لا چکے اب کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے لہٰذا اب ان کی کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ دے خود اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اے نوح اب یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں جب یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں تو آپ کیوں غم کھاتے ہیں آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں ان کے کرتوتوں پر اور پھر ان کا دعا کرنا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا

آیت نمبر 119۔ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ
ترجمہ۔آخرکار ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا

فَأَنجَيْنَاهُ بس ہم نے اس کو بچا لیا کس کو حضرت نوح علیہ السلام کو بچا لیا **وَمَن مَّعَهُ** اور جو ان کے ساتھ تھے کہاں بچایا کس کو بچایا ان کو اور جو ان کے ساتھ تھے ایمان لانے والے تو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو لوگ بھی ایمان لائے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ ان پر ایمان لانے والے جیسے ایک رائے 80 تھے بعض کہتے ہیں کہ بس 40 تھے بہرحال صحیح تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ایک کشتی تیار کیجئے آپ ایک کشتی بنائیے آپ پیچھے ساری تفصیل پڑھ چکی ہیں اب آپ دیکھیں خشکی میں کشتی کا تیار کیا جانا اور لوگوں کا مذاق اڑانا اب کیا ہوا آپ نے یہ بھی کہا کہ جانوروں کے جوڑے بھی کشتی میں رکھ لیجیے تو فلک جو ہے یہ اسم جنس ہے سفینہ کا لفظ بھی آیا ہے چیرتی ہوئی پھاڑتی ہوئی سفینہ وہ جا رہی تھی اور یہاں پہ کیا ہے کہ فلک یعنی گول گول وہ پانی میں گھوم رہی تھی تو پس وہ خود اور ان پر ایمان لانے والے جو تھے وہ کشتی میں تھے اور کشتی کیسی تھی کشتی **الْمَشْحُونِ (ش ح ن)** یہ مصدر ہے اس کا اور **الْمَشْحُونِ** یہ اسم مفعول ہے اور اس کا مطلب ہوتا ہے بھری ہوئی ہونا تو بھرا ہوا کس سے ہونا سوار اور سامان سے۔ کشتی جو تھی سواریوں سے بھری ہوئی تھی اور سامان سے بھری ہوئی تھی تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا خطرناک طوفان ان کے اوپر بھیجا کہ سارے کے سارے لوگ جو تھے وہ تباہ و برباد ہو گئے اور اگر کوئی بچا تو وہ کون لوگ تھے کہ ایمان لانے والے تھے صرف وہ بچے کہتے ہیں کہ طوفان کے بعد تین سو پچاس سال تک آپ زندہ رہے ہیں کون زندہ رہے حضرت نوح علیہ السلام

آیت نمبر 120- ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ
ترجمہ۔ اور اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا

اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **ثُمَّ أَغْرَقْنَا** پھر ہم نے ان کو ڈبو دیا پھر ہم نے ان کو غرق کر دیا اللہ تعالیٰ کا جب ان پر عذاب آیا تو یہ عذاب اتنا شدید تھا اتنا سخت تھا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **ثُمَّ أَغْرَقْنَا** پھر ہم نے ان کو غرق کر دیا جتنے بھی باقی تھے جو کفر کرنے والے تھے مذاق کرنے والے تھے انکار کرنے والے تھے سب کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا **بَعْدُ الْبَاقِينَ** جو بھی باقی لوگ تھے سب کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا

آیت نمبر 121- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً بے شک اس میں ایک نشانی ہے یقینا اس میں ایک نشانی ہے مگر اکثر لوگ اس میں سے ایمان لانے والے نہیں ہیں

آیت نمبر 122- وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ
ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

اور بے شک تیرا رب ہے غالب اور رحم کرنے والا تیرا رب ہے زبردست اور لوگوں کی غلطیوں کو وہ معاف کرنے والا تو آپ دیکھ لیجیے کہ قوم نوح پر جب عذاب آیا تو زمین پر پانی تھا حتیٰ کہ پہاڑ بھی پانی میں ڈوبے ہوئے تھے اور اللہ کے حکم سے کشتی جو تھی وہ پہاڑوں کی طرح پانی میں رواں دواں تھی ورنہ اتنے طوفانی پانی میں کشتی کی کیا حیثیت ہے خود اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ (11) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (11,12**- سورت الحاقہ)

جب پانی کا طوفان حد سے گزر گیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا تھا (11) تاکہ اِس واقعہ کو تمہارے لئے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یادِ رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں (12) تو اس کا مطلب کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے بڑے سخت پانی کے عذاب میں ان کو غرق کیا اور کہتے ہیں کہ جب یہ ڈوب گئے (ہوتا کیا ہے کہ جب کوئی ڈوب جاتا ہے یا کوئی مر جاتا ہے تو کوئی روتا بھی ہے سورت ھود **وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (44)** **وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ** اور کہا گیا اے زمین پانی کو نگل جا وَيَا **سَمَاءُ أَقْلِعِي** اور آسمان بس بس اب کر بس اب تھم جا بس بھی کر وَ **غِيْضَ الْمَآءُ** اور اس وقت پانی جو تھا وہ خشک کر دیا گیا **وَ قُضِىَ الْاَمْرُ** اور کام پورا کر دیا گیا **وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ** اور کشتی جودی نامی پہاڑ پر جا لگی **وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم اور قرآن میں یہ بھی آتا ہے کہ ان پر نہ کوئی آسمان رویا نہ زمین روئی کوئی بھی نہ ان پر رویا بس ان کو اللّٰہ تعالی نے غرق کر کے ڈبو کر رکھ دیا تو عبرت کیا حاصل کریں ؟ عبرت کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ عبور کرنا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جائیں تیزی سے سفر آپ نے طے کرنا ہے محسوس سے معقول تک۔ تو ان قوموں کے جو واقعات ہیں عبرت ناک واقعات ان سے عبرت حاصل کریں پھر دیکھیں **آیات ترجیع** ہیں (ر ج ع) اس کا مصدر ہے ترجیع کا لفظ میں بول رہی ہوں یہ وہ آیتیں جو بار بار آ رہی ہیں سب سے پہلے اللّٰہ تعالی نے اہل مکہ کو سمجھایا تو یہ آیات آئیں پھر اس کے بعد سورت الشعراء میں کس کا واقعہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پھر اس کے بعد آپ نے کس کا واقعہ پڑھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور اب یہ کس کا واقعہ آپ پڑھ رہی ہیں حضرت نوح علیہ السلام کا تو تین واقعات جو ہیں وہ تین قوموں کا ذکر کر کے تین قوموں کے واقعات بیان کر کے چوتھی قوم کو سمجھایا جا رہا ہے اِس زمانے کے مکہ کے لوگ اور آج کے دور کے بھی لوگ اور سمجھایا کیا جا رہا ہے کہ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً** کہ اس سے تم عبرت حاصل کرو اس میں ایک نشانی ہے اور نشانی کس کے لئے کہ میں اور آپ اپنے عملوں کا جائزہ لیں اور ہمارا رویہ وہ نہ ہو جو کہ اِن قوموں کا تھا اور آپ دیکھ لیجیے کہ اصل بات یہ ہے کہ انسان یہ سارے حادثات واقعات کو دیکھتا ہے لیکن پھر بھی ان سے عبرت حاصل نہیں کرتا تو مجھے اور آپ کو ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ڈرنا چاہئے